بادشاہ خزانے کا مالک نہیں امین ہوتا ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی زوجہ محترمہ کو انکے والد خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک بیش قیمت گوہر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز جب امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ اپنا تمام زیور بیت المال میں داخل کر دو ورنہ میں تم سے الگ ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے گوارا نہیں کہ تم اور تمہارے زیور (جو رعایا کے روپے سے بنے ہیں) اور میں ایک گھر میں رہ سکیں۔ وہ بھی نیک بخت ملی تھی۔ اس نے سارا زیور بیت المال میں جمع کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد جب یزید بن عبدالملک بادشاہ ہوا تو اس نے اپنی بہن یعنی آپؒ کی زوجہ محترمہ سے کہا آپ چاہیں تو اپنا زیور واپس لے سکتی ہیں' انہوں نے فرمایا جو چیز اپنی خوشی سے میں نے ان کی حیات میں داخلِ خزانہ کر چکی ہوں اب ان کے بعد واپس لے کر کیا کروں گی؟

عمر بن عبدالعزیزؒ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو جعفر منصور (خلیفہ دوم عباسیہ) نے پوچھا' تمہارے والد کی کیا آمدنی تھی کہا کل چار سو دینار' یہ آمدنی آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی۔ اگر وہ اور زندہ رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

عمر بن مہاجر (جن کو آپ نے کوتوال شہر مقرر کیا تھا) کہتے ہیں آپکی تنخواہ دو درہم روزانہ مقرر تھی۔ آپکا چراغدان تین لکڑیوں کو کھڑا کر کے اس پر مٹی رکھ کر بنایا جاتا تھا۔ جب اراکین سلطنت آپکے پاس رات کو جمع ہوتے تو معاملاتِ سلطنت میں گفتگو کرتے تو آپ بیت المال کا چراغ جلائے رکھتے۔ جب دربار برخاست ہو جاتا تو اس کو گل کر کے اپنا چراغ جلا لیتے۔

جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے گھر کے اخراجات کم کر دیئے۔ گھر شکایت ہوئی آپ نے فرمایا میری تنخواہ میں اس قدر وسعت نہیں ہے کہ تمہارا سابقہ خرچ جاری رکھوں۔ باقی رہا بیت المال اس میں تمہارا ابھی اتنا ہی حق ہے جتنا مسلمانوں کا۔

ایک دن بنو مروان یعنی شاہی خاندان کے لوگ آپکے رشتہ برادری والے آپ کے مکان پر آئے۔ آپ کے بیٹے سے ملے اور کہا خلیفہ سے جا کر کہو کہ آپ سے پہلے جس قدر خلفاء ہوئے ہیں۔ سب ہمارے لئے عطایات اور جاگیریں مخصوص کرتے رہے ہیں آپ نے ہم پر تمام چیزیں حرام کر دیں۔ کیا بوجہ قربت بھی ہمیں کچھ حق نہیں پہنچتا۔

آپ نے جواب دیا۔ "جاگیریں اسلئے بند ہیں اور عطایات اسلئے موقوف ہیں کہ بیت المال میں غریبوں اور امیروں سب کا روپیہ جمع ہے۔ تمہیں جاگیریں دیدوں اور روپیہ تمہارے عیش و عشرت کیلئے وظیفوں کی صورت میں بانٹ دوں تو یتیموں' بیواؤں' مسکینوں اور حقداروں کو کیا دوں اور خداوند کریم کی نافرمانی کر کے قیامت کے عذاب سے کس طرح نجات حاصل کروں۔ باقی رہا حق قرابت' تو میرے نزدیک اس معاملہ میں تم اور ایک ادنیٰ مسلمان برابر ہے۔

جریر بن خطفی نے ایک مرتبہ آپ کی شان میں قصیدہ پڑھا جس سے حسن طلب کی جھلک آرہی تھی۔ آپ نے اشعار سننے کے بعد فرمایا: مشکل یہ ہے کہ قرآن کریم کی رو سے تمہارا کوئی حق بیت المال پر ثابت نہیں ہوتا۔ جریر نے عرض کیا امیر المومنین میں بحیثیتِ مسافر حقدار ہوں۔ یہ سن کر آپ نے اپنی جیب سے اس کو پچاس دینار عطا فرمائے۔

بنی مروان چونکہ آپ سے ناراض رہتے تھے۔ اسلئے کہ آپ نے وہ تمام روپیہ جو سالانہ وظیفوں اور مختلف بے محل عطایات میں انہیں ملتا تھا موقوف کر دیا تھا۔ آپ ان سے کہتے تھے کہ بیت المال پر میرا کوئی حق قبضہ اور دخل نہیں ہے۔ میں اس کا نگران' محافظ اور امین ہوں۔ یہ غریبوں اور یتیموں کا مال ہے' یہ عطایات کی صورت میں تقسیم نہیں ہو تا بلکہ بنی امیہ نے جو مال غصب کیا ہوا تھا وہ آپ نے واپس لے کر بیت المال میں داخل کرایا۔ (تاریخ الخلفاء' علامہ جلال الدین سیوطیؒ)